ارباب مدارس کے لیے چند قابل غور امور

مولانا محمد حنیف جالندھری

کچھ عرصے سے ایک دینی بہن کی طرف سی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔جن میں بہت ہی عمدہ تجاویز، ان کی فکرمندی ،وسعت نظر اور خیر خواہی کا اظہار ہوتا ہے حال ہی میں ان کا ایک خط موصول ہوا۔جس میں انہوں نے چند تجاویز دی ہیں۔وہ خط قارئین کی خدمت میں اس لیے پیش کیا جا رہا ہے کہ ان میں سے بہت سے سوالات اور تجاویز مختلف مواقع پر کئی علماء کرام، ارباب مدارس اور درد منداحباب کی طرف سے سامنے آتے رہتے ہیں۔خیال ہے کہ وضاحت طلب امور کی وضاحت ہو جائے اور اسی طرح اس خط میں اکثر ایسے امور ہیں جو صرف مجھ سے متعلق نہیں بلکہ عمومی طور پر مذہبی طبقے سے گزارشات اور توقعات کے مترادف ہیں اس لیے قارئین ایک دینی بہن کا خط ملاحظہ فرمائیں اور اس کے آئینے میں اپنی دینی ذمہ داریوں اور اہداف ومقاصد کی تعیین اور لائحہ عمل کی تشکیل پر نظر ثانی فرمائیں۔

وہ بہن لکھتی ہیں ''بخدمت جناب حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج بخیر

اللہ پاک نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آپ کی شخصیت میں بہت سی خوبیاں جمع فرمادی ہیں۔قوت بیان، تحریکی سوچ ،انتظامی صلاحیتیں، تدریس کا ملکہ، قائدانہ صلاحیت، وسیع الظرفی، خندہ پیشانی، اکابر کا اعتماد، تحفظ دینی مدارس کے لئے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، میڈیا پر دینی مدارس کے مئوقف کی صحیح ترجمانی اور اعتراضات کا بروقت اور صحیح جواب......ان احسانات وخدمات پر پوری امت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور یہ خدمات انجام دینے کا موقع ملنے پر دوبارہ مبارکباد دیتی ہوں اور چند امور کیطرف توجہ دلانا ضروری سمجھتی ہوں۔

۱۔ جب انسان کسی اعلیٰ منصب پر فائز ہوتا ہے تو کام کے پھیلاؤ کی وجہ سے بلند سطح کے امور انجام دینے میں اتنا مصروف ہو جاتا ہے کہ بنیادی چیزوں کی طرف توجہ دینے کا موقع نہیں ملتا جس کی وجہ سے اداروں کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں یہی چیز حکومتی اداروں میں بھی ہو رہی ہے کہ جو فیصلے اسمبلی میں ہو رہے ہیں غریب عوام سے ان کا کوئی تعلق نہیں، عوامی مسائل شدت اختیار کر رہے ہیں اور ادارے کمزور ہو رہے ہیں۔آپ نے گزشتہ دور نظامت میں بڑے اہم امور انجام دیئے ہیں جو قابل قدر ہیں اب اللہ پاک نے آپکو دوبارہ موقع عطا فرمایا ہے اس دور میں آپ مدارس کے داخلی اور بنیادی شعبے............؟ سسٹم کی بنیاد پر اپنا ظاہری وجود تو باقی رکھے ہوئے ہیں مگر اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔''

یہ تجویز بہت ہی مناسب اور اہمیت کی حامل ہے لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ذمہ داریوں اور کام کا بوجھ صرف چند افراد پر ہی نہ رہے بلکہ ٹیم ورک کے طور پر کام کیا جائے کیونکہ آج کل مدارس کا معاملہ واقعتاً بہت مشکل ہے عالمی استعماری قوتوں نے مدارس کو اپنا ہدف بنا رکھا ہے، میڈیا نے مدارس کو بری طرح نشانے پر رکھا ہوا ہے، اپنی حکومتوں کی طرف سے آئے روز مدارس کے بارے میں نت نئے منصوبے اور عزائم سامنے آتے رہتے ہیں، پھر مذاکرات کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، میڈیا کا محاذ بھی مستقل توجہ چاہتا ہے، تمام احباب کے دکھ سکھ میں شرکت بھی ضروری ہوتی ہے، جلسوں اور اجتماعات میں حاضری بھی لازم تصور کی جاتی ہے، بعض مدارس کے قانونی

اور سرکاری معاملات ہوتے ہیں، کہیں چھاپوں کا سلسلہ تو کہیں مدارس کے انہدام کا المیہ، امتحانات کا بروقت انعقاد اور وفاق المدارس میں نظم وضبط کو برقرار رکھنے کی کوشش، مختلف مزاج کے حضرات کے مزاج کی رعایت یعنی یہ معاملہ اسقدر پیچیدہ ہے کہ جس قدر اس کی تفصیل میں جایا جائے کم ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ذمہ داریوں کی تقسیم وتعیین بہت ضروری ہے اور اہل، باصلاحیت اور درددل رکھنے والے ساتھیوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملے میں سامنے آئیں اور اپنا کردار ادا کریں۔

۲۔ ''دنیا کے ہر شعبہ میں فن اور فن کی مختلف جزئیات کے لئے افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔ دینی مدارس میں مختلف فنون کی تدریس کے لئے ماہرین کی تربیت کا کوئی معقول انتظام نہیں جس کی وجہ سے بہت علمی نقصان ہو رہا ہے۔ عمر مختصر ہے، جسمانی صلاحیتیں کمزور ہیں، اکابر کی طرح ہر فن میں ماہرانہ بصیرت اب ممکن نہیں کسی ایک فن میں مہارت بھی بڑی چیز ہے۔ لہذا تربیت اساتذہ کا شعبہ وقت کی اہم ضرورت ہے اللہ کرے اس کا باقاعدہ اجراء آپ کے حصہ میں آئے۔''

اس تجویز میں دونوں باتیں اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ ایک تو مختلف امور اور فنون کے ماہرین اس سلسلے میں ہم نے لاہور میں جامعۃ الخیر کا قیام محض اسی سوچ کی بنیاد پر کیا ہے کہ سند فراغت حاصل کرنے والے طلباء کو مختلف علوم وفنون میں تخصصات کروائے جائیں کیونکہ اسپیشلائزیشن کے اس دور میں کسی ایک موضوع اور فن پر کامل دسترس اور مہارت کے بغیر گزارہ نہیں۔ جامعۃ الخیر کے علاوہ بھی بعض ادارے تخصصات کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن جس قدر کام ہونا چاہیے وہ بہر حال نہیں ہو رہا اس کے لیے ضروری ہے کہ طلباء کو ان کے ذوق اور رجحان کے مطابق شعبہ اور موضوع کے انتخاب کے حوالے سے دوران تعلیم ہی اساتذہ کرام رہنمائی اور مشاورت مہیا کریں اور فراغت کے بعد اسی شعبے میں مہارت کے حصول کے لیے محنت کی جائے۔ جہاں تک تربیت اساتذہ کا معاملہ ہے اس پر رہا مشورہ بھی ہوا، وفاق المدارس کے اکابر کو اس کی ضرورت واہمیت کا شدت سے احساس ہے بلکہ بعض اداروں میں دورہ حدیث سے فراغت کے بعد شعبان رمضان کی چھٹیوں میں باقاعدہ تربیت مہیا کی جاتی ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قسم کا کوئی شعبہ باقاعدہ وفاق کے نظم اور اکابر کی نگرانی میں ہو اور جب تک جدید فضلاء تربیت اساتذہ کورس نہ کر لیں اس وقت تک انہیں وفاق کی طرف سے سند ہی جاری نہ کی جائے۔ بلکہ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ صرف تدریس کی تربیت نہ ہو بلکہ امامت وخطابت اور اخلاقیات ومعاملات کی تربیت کی ضرورت بھی بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔

''۳۔ موجودہ زمانہ میں قیادت کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے معاشرہ کی اصطلاحات اور مروجہ زبانوں سے واقفیت بہت ضروری ہے، اردو، انگریزی، عربی تحریر وتقریر کے معیاری ذوق کے بغیر عوامی ماحول میں دینی قیادت کا فریضہ انجام دینا بہت مشکل ہے۔ اسی وجہ سے آج قوم ڈاکٹروں اور پروفیسروں کو زیادہ سنتی ہے۔ ان کے درس اور لیکچر زعنوان سے مربوط، جدید اصطلاحات سے بھرپور اور حالات حاضرہ پر منطبق ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جامعہ الرشید کے اہل علم سے مشاورت کر لی جائے۔''

بلاشبہ اس پیراگراف میں بھی بہت اہم معاملے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں الحمد للہ جامعۃ الرشید، جامعہ اشرفیہ، جامعۃ الخیر اور دیگر اداروں میں الحمد للہ بہت کام ہو رہا ہے جو انشاء اللہ آنے والے چند برسوں بعد عوام کے سامنے آئے گا۔ اس حوالے سے جدید فضلاء میں جو کام جاری ہے اس کے ساتھ ساتھ میرے خیال میں اگر قدیم فضلاء اور مختلف ذمہ داریوں اور مناصب پر مامور حضرات کو متوجہ کیا جائے تو زیادہ اہم، زیادہ مفید اور فوری طور پر نتیجہ خیز ہوگا۔ ہمارے ہاں دورہ حدیث اور مروجہ تعلیم سے فراغت کے بعد خود کو عالم وفاضل اور مکمل طور پر فارغ التحصیل سمجھ لیا جاتا ہے اور مزید تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کو اپنی شان کے منافی سمجھا جاتا ہے

بالخصوص وہ حضرات جو کسی ذمہ دار اور اہم منصب پر فائز ہوتے ہیں وہ اپنی مصروفیات کا عذر کر کے سیکھنے کے عمل سے بالکل ہی غیر متعلق ہو جاتے ہیں۔ ہمیں آج یہ سمجھ لینا چاہیے کہ سیکھنے کا عمل تو موت تک جاری رکھنے والی چیز ہے اور جب ہم خود نہیں سیکھیں گے تو ہم دوسروں کو کیا سکھائیں گے۔ اس لیے میرے خیال میں اس حوالے سے ہونے والے کام کو ذرا اوپر کی سطح پر ہونا چاہیے اور ائمہ وخطباء، مدرسین اور ارباب مدارس کے لیے ان کے اوقات کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے سلسلے شروع کرنے چاہئیں۔

''۴۔ جس طرح آپ نے تحفظ دینی مدارس کے لیے کنونشن کئے اس سے زیادہ ضروری وفاق اور دینی مدارس کے لاکھوں فضلاء اور فاضلات کو باقاعدہ تحریک کی صورت میں ترغیب دی جائے کہ وہ ہفتہ میں دو دن اپنے ماحول میں درس قرآن وحدیث کا اہتمام پوری تیاری کے ساتھ کریں اس سے دینی مدارس کے تحفظ کا مقصد بھی حاصل ہوگا۔ نیز عوام اور علماء کا رابطہ بھی ہوگا خصوصاً دینی مدارس کے اساتذہ کے لئے یہ لازمی قرار دیا جائے۔ حضرت تھانویؒ نے اپنے ملفوظات میں ہر مدرسہ کے لئے باقاعدہ ایک مبلغ رکھنا ضروری قرار دیا ہے اور اس کی تنخواہ مدرسہ کے ذمہ قرار دی ہے۔ درس قرآن کی تیاری کیسے کی جائے؟ اس کے لئے پاکستان کے بڑے دینی مدارس اپنے علاقوں کے لئے مولانا اسلم شیخوپوری اور مفتی ابولبابہ صاحب کے تین روزہ لیکچر کا انتظام کرلیں تو بہت فائدہ ہوگا۔''

یہ بھی بہت اہم نقطہ ہے۔ جس پر ہم سب کو توجہ دینی چاہیے جس قسم کے سامعین کا حلقہ اور منبر ومحراب کی سہولت ہمیں حاصل ہے یہ نعمت اور کسی کو حاصل نہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں اول تو درس کا اہتمام نہیں ہوتا، اگر درس کا سلسلہ ہو بھی تو اس کے لیے تیاری اور مطالعہ نہیں کیا جاتا، پھر درس عام فہم اور عوامی زبان میں نہیں ہوتا، موجودہ دور کے حالات وواقعات پر منطبق نہیں ہوتا اگر ان کمزوریوں کی تلافی کر لی جائے تو ایک بہت بڑا انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ اور تجربہ بھی اس بات پر شاہد ہے کہ جن حضرات کے دروس میں مذکورہ بالا کمزوریاں نہیں ہوتیں ان کی طرف کس قدر عوامی رجوع ہوتا ہے۔

۵۔ ''بڑے دینی مدارس میں کام کے پھیلاؤ کی وجہ سے اپنی ذیلی شاخوں پر گرفت بالکل ختم ہو چکی ہے خصوصاً آمد وخرچ کا انتظام اکثر مدارس میں حساب کی پڑتال کے مروجہ اصولوں پر پورا نہیں اترتا جو بہت خطرناک ہے۔ نیز تعلیمی امور پر خرچ سے زیادہ بلڈنگ کی تعمیر وآرائش کو مقدم کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے دشمن تیزی سے متوجہ ہو رہا ہے حالانکہ نانوتویؒ کے اصولوں کے مطابق قدرے سادگی اور بے سروسامانی میں حفاظت ہے اور بقول مولانا الیاسؒ کے کہ کام سو سال آگے ہو دیکھنے والا اسے سو سال پیچھے سمجھے۔''

بالکل بجا فرمایا، بڑے اداروں سے وابستگی کا مقصد نظم میں بہتری اور معیار کی بلندی ہے اور اگر خدانخواستہ یہ مقصد حاصل نہیں ہو پاتا تو بڑے نقصان والی بات ہے۔ جہاں تک آمد وخرچ کا معاملہ ہے اس سلسلے میں تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بالخصوص موجودہ دور میں جب تمام مدارس مختلف سازشوں کی زد میں ہیں ایسے میں نہ صرف یہ کہ مالی معاملات میں دیانۃً بہت احتیاط کی جانی چاہیے بلکہ آڈٹ سمیت جملہ دیگر قانونی تقاضے بھی پورے کرنے چاہئیں۔ تاکہ کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ اور حضرت نانوتویؒ اور مولانا الیاسؒ کے دونوں اقوال تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ارباب مدارس کو ان زریں جملوں کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۶۔ ''آئندہ روشن خیالی کا بہت بڑا طوفان پوری منصوبہ بندی سے آ رہا ہے، میڈیا کے ذریعہ فکری انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے مشرف دور میں یہ کام اعلان کے ساتھ تھا اب اس سے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شروع کیا گیا ہے۔ ہر چھوٹے بڑے شہر میں، ہر ہر علاقہ میں ریسٹ ہاؤس کھولے جا رہے ہیں جن میں مشرف دور کے پاس شدہ قانون کے مطابق ہر قسم کی برائی کا سامان قانون کے دائرہ میں مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس انقلاب سے نسل نو کو بچانے کے لئے دو طرح کی محنت ضروری ہے (۱) علماء کی

سرپرستی میں ایسے عصری تعلیم کے ادارے، جن میں عصری تعلیم، دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ ہو۔(۲) انبیاء کے طریقہ پرانفرادی ملاقاتیں ،کیونکہ جسم کی حرکت اور خود چل کر جانا، اشتہار اور میڈیا اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ہم چندہ لینے تو جاتے ہیں دینی طلب پیدا کرنے کے لئے بے غرض ہو کر نہیں جاتے آخر کیا وجہ ہے؟ کہ لوگ جان ومال کی قربانی کے ساتھ بغیر اشتہار کے تبلیغی اجتماع میں تو جاتے ہیں مگر دینی مدرسہ کا معمولی جلسہ ہزاروں اشتہارات کے بغیر کامیاب نہیں ہوتا۔نیز ایسے علاقوں کے ارکان اسمبلی کو دوستانہ ماحول میں دینی مدارس میں لاکر ذہن سازی کی جائے اور دینی امور اسمبلی میں لانے کے لئے آمادہ کیا جائے اور مدارس کے مقصد اور نظام سے متعارف کرایا جائے، اسی طرح مختلف طبقات وکلاء تاجر، پولیس افسران اور انتظامیہ کو بلایا جائے۔"

دونوں امور علماء کرام کی توجہ کے محتاج ہیں عصری تعلیمی اداروں کے حوالے سے ایک بات پیش نظر رہے کہ اس میں علماء کرام کی طرف مکمل نگرانی ہونی چاہیے ابتداً جب اس قسم کے اداروں پر علماء کی کڑی گرفت تھی اس وقت کے حالات ونتائج کچھ اور تھے لیکن اب علماء کی کامل سرپرستی اور مکمل نگرانی نہ ہونے کے باعث یہ شعبہ زوال کی طرف جارہا ہے اور بہت سی خرابیوں کی شکایات سامنے آنے لگی ہے اور قرآن کریم اور دین کا نام محض اپنے کاروباری اور ذاتی مقاصد کے لیے استعمال ہونے لگا ہے جس کے تدارک کی بھی اشد ضرورت ہے۔اسی طرح بالکل ابتدائی سطح کے عصری ادارے تو الحمدللہ بہت سے قائم ہو چکے لیکن اوپر کی سطح کے اداروں کی طرف بالکل دھیان نہیں اس پہلو پر بھی دیندار ساتھیوں کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔اسی طرح بالمشافہ تعلق، ملاقاتوں اور دعوت کا معاملہ بھی بہت اہم ہے۔علماء کرام کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی خوشی، غمی اور دکھ درد میں بالکل بے لوث اور بے غرض ہو کر شریک ہوں، خود کو عوام کا حصہ سمجھیں اور عوام سے تعلق کو محض چندے کے تعلق تک محدود نہ کرلیں بلکہ ان کی دینی خیر خواہی اور اصلاح کو مقدم رکھیں۔

۷۔ "وفاق المدارس کی طرف سے تعلیمی کیلنڈر کا اجراء کیا جائے جس میں ہر کتاب کا تین ماہ کا نصاب مقرر ہو اور تعلیمی کیلنڈر کے مطابق نصاب کی تکمیل ضروری قرار دی جائے تاکہ تدریسی امور میں بیلنس باقی رہے۔فقہی ابواب میں جدید مسائل کی فہرست تیار کرلی جائے اور مسائل کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہدایہ، مشکوۃ، ترمذی، ابوداؤد تک وہ تمام مسائل اجمالی طور پر ایک مرتبہ طلباء کی نظر سے ضرور گزر جائیں تاکہ ان سے بعد میں اجنبیت نہ ہو خصوصاً جدید معاشی وسیاسی نظریات، مغربی فلسفہ کا تعارف اور تقابلی مطالعہ وغیرہ۔"

بہت اچھی تجویز ہے اسے انشاء اللہ وفاق المدارس کی نصابی اور امتحانی کمیٹیوں کے علاوہ مجلس عاملہ میں بھی رکھا جائے گا۔

۸۔ "شعبہ حفظ وناظرہ دینی مدارس کا بنیادی شعبہ ہے۔دنیا کی ہر قوم میں بنیادی شعبہ پر سب سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے مگر دینی مدارس میں اس شعبہ کو سب سے زیادہ نظر انداز کیا جارہا ہے۔خصوصاً جنوبی پنجاب میں اس کی حالت بہت خراب ہے۔ہر مسلمان بچہ کا واسطہ اس شعبہ سے پڑتا ہے اور ساری زندگی اس کا نقش باقی رہتا ہے۔

(الف) دیوبندی مدارس میں ناظرہ کا شعبہ بالکل ختم ہوگیا ہے جبکہ بریلوی، اہل حدیث کی مساجد ومدارس میں فجر کے بعد اور سکول ٹائم کے بعد مغرب تک اہتمام سے سکول کے بچوں اور بچیوں کو ناظرہ پڑھایا جاتا ہے اسی وجہ سے ان کا عوامی رابطہ مضبوط ہے۔اسی طرح لاہور میں مولانا مشرف تھانوی دامت برکاتہم نے تعلیم بالغان کے لیے مستقل جز وقتی اساتذہ اپنی شاخوں میں مقرر کئے ہیں جو ناظرہ کا شعبہ چلاتے ہیں۔"

ہمارے ہاں اس شعبے کی کمزوری کا نتیجہ ہے کہ معاشرے میں دینی مدارس کے جو اثرات ہونے چاہیں اور جس قسم کی دینی فضاء ہونی

چاہیے وہ نہیں۔ہم لوگوں کی دین سے دوری کا سوہ لرتے ہیں،فوج، پولیس اور بیوکریسی کے رویے کی شکایت کرتے ہیں لیکن جس قوم کا یہ سرمایہ ہمارے ہاتھوں میں ہوتا ہے تو ہم ان کو توجہ اور وقت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے یہ زیادتی والی بات ہے۔ہمیں پہلے قدم پر ہی ان بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

(ب) شعبہ حفظ میں مقدار خواندگی پر چیک رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ بچے کا بہت وقت ضائع ہوتا ہے خصوصا پانی پتی قراء پانچ سے سات سال لگوادیتے ہیں اور مار سے باز نہیں آتے اور تقریبا یومیہ دس گھنٹے لیتے ہیں مگر بچہ پھر بھی کسی مجلس میں تلاوت کرکے سامعین کو متاثر نہیں کرتا حالانکہ عالم عرب کے جید قراء کی آڈیو ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ صرف تین ماہ میں مشق کرانے سے بچہ کا لہجہ بہترین بن سکتا ہے۔

(ج) نئی تعلیمی پالیسی کی وجہ سے شعبہ حفظ سے فراغت پانے والے بچے کا پرائمری پاس ہونا ضروری ہوگیا ہے ورنہ بچہ کا تعلیمی مستقبل خراب ہونے کا خطرہ ہے نیا نصاب مکمل انگریزی میں ہونے کی وجہ سے کافی مسائل پیدا ہوں گے اس لئے ضروری ہے کہ شعبہ حفظ کے لئے ایسا نصاب اور طریقہ کار وضع کیا جائے جو کہ بنیادی دینی تعلیم (۱) تعلیم الاسلام (۲) علیکم بسنتی (۳) مسنون دعائیں (۴) بنیادی تجویدی قواعد اور پرائمری عصری تعلیم پر مشتمل ہو۔

(د) شعبہ حفظ کے لئے اساتذہ کی تربیت درس نظامی سے بھی زیادہ ضروری ہے جو بقدر ضرورت دینی تعلیم، طریقہ تدریس ،بچوں کی نفسیات اور فن تجوید پر مشتمل ہو ورنہ بچوں کے اخلاق خراب اور وقت ضائع ہوتا ہے۔

(ھ) شعبہ حفظ میں جو اساتذہ ساٹھ سال سے متجاوز ہیں انہیں مستقل معاون دیا جائے اور ان کے بڑھاپے پر رحم کیا جائے اس طرف توجہ نہ دینے سے بچوں کے کئی سال ضائع ہوتے ہیں۔''

شعبہ حفظ کے امتحان کے حوالے سے چند روز قبل وفاق المدارس کی امتحانی کمیٹی اور تمام اضلاع کے مسؤولین کے اجلاس میں سب سے تفصیلی بحث ہوئی اور بہت سے اہم فیصلے کیے گئے۔انشاءاللہ آئندہ کسی نشست میں حفظ کے عمومی نظم کے حوالے سے بھی تفصیلی مشاورت ہوگی جس میں مذکورہ بالا امور کو بطور خاص زیر بحث لایا جائے گا۔

(9) موجودہ دور میں جس آدمی کو صبح سے رات تک پابند کیا جائے اور تنخواہ **4500** یا پانچ ہزار دی جائے تو دل پر ہاتھ رکھ کر حقیقت پسندی سے جائزہ لیں کہ کیا اس سے گھر چل سکتا ہے؟ کیا ایسے شخص سے اعلیٰ اخلاق اور تربیت کی توقع کی جاسکتی ہے؟ کیا ایسا مدرس اپنے منصب کے وقار اور عزت نفس کی حفاظت کرسکتا ہے؟ جب یہ موضوع زیر بحث آتا ہے تو وسائل کی کمی کی شکایت کی جاتی ہے، اکابر کی مثالیں دی جاتی ہیں جبکہ بلڈنگ کی تعمیر وآرائش کے لئے وسائل موجود ہوتے ہیں۔فرض کریں اگر ایک وقت تنگی ہے تو دوسرے وقت اس کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے مگر بلڈنگ مکمل ہو جاتی ہے،استاد اور تعلیمی امور پر خرچ کو مقدم نہیں کیا جاتا۔آئندہ پانچ سال دینی مدارس خرچ میں استاد اور تعلیمی امور کو ترجیح دیں اور تربیت اساتذہ پر خرچ کریں،اساتذہ کو باری باری تنخواہ جاری رکھتے ہوئے مختلف فنون اور زبانوں کے کورسز کرائیں تو معیار تعلیم بلند ہوگا اور دینی قیادت کا فریضہ انجام دینے کی صلاحیت پیدا ہوگی اگر اب بھی اساتذہ کی ضروریات اور تنخواہوں کی طرف توجہ نہ دی گئی تو یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے کہ جید علماء اور مدرسین کی اولاد بھی دینی تعلیم وتدریس کے شعبہ کو چھوڑ کر بلکہ بدظن ہوکر دوسرے شعبوں میں منتقل ہورہی ہے اور شعبہ حفظ کے مدرسین گھر گھر ٹیوشن پڑھا رہے ہیں یا درسگاہ میں ان بچوں پر توجہ دیتے ہیں جن سے خدمت کی توقع ہو۔اس سلسلہ میں دارالعلوم کراچی کے مالیاتی نظام اور طریقہ کار سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔''

جی ہاں! یہ بالکل بہت ہی اہم معاملہ ہے۔اور ارباب مدارس کو اسے نہایت سنجیدگی سے لینا چاہیے۔اس وقت ملکی سطح پر کم از کم تنخواہ کیا چل رہی ہے اور ہمارے مدارس کا کیا حال ہے؟اس معاملے پر نگامی بنیادوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(ز) ''شعبہ حفظ کے امتحانات خواہ وفاق کے ہوں یا مدارس کے صرف خانہ پُری ہوتی ہے حالانکہ امتحان کے لئے سال میں کئی مرتبہ سبق بند رکھا جاتا ہے بعض بچوں کا سال میں مجموعی طور پر چار ماہ سبق بند رہتا ہے اور آئندہ دس سال تک رمضان المبارک موسم گرما میں آرہا ہے جس سے سبق بند ہونے کا دورانیہ مزید بڑھ جائے گا۔اس کے لیے بھرپور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔قراء حضرات کے ہاں طلباء کا پڑھتے پڑھتے جوان ہوجانا کوئی مسئلہ نہیں رہا حالانکہ اس کی وجہ سے حافظ بچوں میں دین سے دوری اور بغاوت پیدا ہورہی ہے۔''

جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا کہ وفاق المدارس نے حفظ کے امتحان کے حوالے سے بہت اہم فیصلے کیے ہیں جو خط کی صورت میں تمام ممتحنین کوارسال کیے جارہے ہیں۔ان فیصلوں کو ماہنامہ وفاق المدارس میں بھی شائع کردیا جائے گا تا کہ مدارس اپنے امتحانات میں ان امور کی رعایت کریں۔

(۹) ''مختلف علوم کے تخصصات کے لئے عالم عرب کے جامعات کے نصاب سے بھی استفادہ کیا جائے اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمود احمد غازی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے مشاورت جاری رکھی جائے اور جامعۃ الرشید کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔

''(۱۰) دینی مدارس کے لئے جو آزمائش کے حالات ہیں اس کی سب سے اہم وجہ دینی خدمات انجام دینے والوں میں و تبتــــل الیہ تبتیلا، فاذا فرغت فانصب ،واسجد واقترب کے اہم حکم میں غفلت ہے حالانکہ حضور ﷺ کی تمام مصروفیات دینی ہی تھیں مگر پھر بھی تنہائی میں رابطہ کا حکم دینا اور خالص ذکر وعبادت میں اتنا لگنا کہ تھکاوٹ محسوس ہو ضروری قرار دیا، شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو ایک خط تحریر فرمایا تھا کہ ہر دینی ادارہ میں باری باری ایک جماعت تشکیل کی جائے جو خالص ذکر وعبادت اور دعا میں مشغول رہے۔''

اس پہلو پر ارباب مدارس کو ویسے بھی توجہ دینی چاہیے لیکن موجودہ پرفتن اور سازشوں اور شرارتوں سے بھرپور دور میں تو ان احکامات پر عمل کہیں زیادہ اہم ہوجاتا ہے۔

''اللہ پاک نے آپ کو ہزاروں مدارس کی قیادت کا ایک دفعہ پھر موقع عطا فرمایا،اس لیئے دینی مدارس سے خاندانی تعلق کی وجہ سے اپنا مشاہدہ تفصیل سے آپ کے سامنے پیش کردیا ہے امید ہے آپ ان امور پر غور کر کے دینی مدارس کے داخلی معاملات کے لئے بہتر منصوبہ بندی فرمائیں گے۔

والسلام

آپکی دینی بہن

اللہ اپ کو جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ہم تمام اہل مدارس اپنی اس گمنام دینی بہن یا بھائی کے لیے تہہ دل سے دعا گو ہیں۔اللہ آپ کی فکر اور احساس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور آپ نے جن اہم امور کی طرف متوجہ کیا ہے اللہ رب العزت ہمیں ان پر توجہ دینے اور اپنے سسٹم کی اصلاح کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔آمین